نظرات

ملک وملت بچاؤ تحریک جس کا غلغلہ ملک کے طول وعرض میں بلند تھا اور جو ۲۱ فروری سے جمعیۃ علمائے ہند کے زیر اہتمام وانتظام جنرل شاہ نواز خاں کی قیادت میں دلی سے شروع ہونے والی تھی ملک میں ہندو فاشزم کے فروغ اور ملک کی موجودہ ناسازگار فضا اور ناساعد ماحول کے باعث اگرچہ چند در چند خطرات اور ناگوار حوادث وواقعات کے اندیشہ سے پُر تھی اور وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے تحریک کے قائد جنرل شاہ نواز کے نام جو دوسرا خط لکھا تھا جس میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ ارشاد ہمایونی بھی فرمایا گیا تھا کہ (۱) ہندو فرقہ پرستی مسلم فرقہ پرستی کا قدرتی ردعمل ہے، نیز یہ کہ (۲) کوئی اقلیت اکثریت کو ناراض کرکے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس خط نے نوع بنوع خطرات کے اندیشہ کو وہم اور وسوسہ کی حد سے نکال کر یقین نہ سہی ظن غالب سے قریب تر کر دیا تھا۔ لیکن چونکہ ہندو فاشزم کی روز افزوں چیرہ دستی اور ساتھ ہی حکومت کی سرد مہری کے باعث مسلمانوں کے دل دکھے ہوئے تھے اور ان میں احساس بے چارگی نے زندگی سے فراریت (ESCAPISM) کی شان پیدا کر دی تھی اس بنا پر اندیشہ سود وزیاں سے بلند وبالا ہو کر مسلمانوں نے اس تحریک کو بڑے جوش وخروش اور دلولہ وامنگ سے لبیک کہا اور اس کی پذیرائی کا ناقابل انکار ثبوت اس طرح دیا کہ ایک طرف صدر جمعیت العلماء کی دعوت پر انھوں نے لاکھوں روپے چند روز میں ہی فراہم کر دیئے اور دوسری جانب ملک کے گوشہ گوشہ سے ہزار در ہزار مسلمانوں نے گرفتاری کے لیے اپنے نام پیش کر دیئے۔

مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں میں بڑا جوش وخروش تھا اور ان کے شریک کار

بعض وہ برادران وطن بھی تھے جن کے دل میں سیکولرزم اور جمہوریت کا درد تھا، ۲۰ فروری کی شام اسیران جامع زنداں سے نہیں گھبراتے ایک بڑی تعداد میں دلی پہنچ گئے تھے اور اسی قسم کے ہزاروں افراد اِدھر اُدھر سے اپنے اپنے مقامات سے افتاں وخیزاں دلی کے لیے چل پڑے تھے پروگرام کے مطابق تحریک شروع کرنے کی تیاریاں تکمیل کے مرحلے سے گذر رہی تھیں کہ گورنمنٹ کا دل نرم ہوا، اس نے خاص مسلمانوں کے مسائل پر غور وخوض کرنے اور ان کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی کی تشکیل کا اعلان کیا۔ اس کمیٹی کے افراد، پارلیمنٹ کے مسلم ممبروں اور وزارت داخلہ ان سب میں پہلے آپس میں گفتگو ہوئی پھر یہ لوگ وزیر اعظم سے ملے اور ان سے صلاح ومشورہ کیا، آخر حکومت کی طرف سے اعلان ہوا کہ اس نے میمورنڈم کے بنیادی مطالبات تسلیم کر لیے ہیں اور ملک ملّت بچاؤ تحریک کے قائد نے از خود، وقت کے وقت تحریک کے التوا کا اعلان کر دیا۔

مسلمان ۲۵ برس سے دیکھتے آرہے ہیں کہ میمورنڈم میں جو بنیادی مطالبات ہیں وہ نئے نہیں ہیں اس قسم کے مطالبات پہلے بھی ہوتے ہیں اور وہ قومی یک جہتی کونسل کی تجاویز میں شامل بھی ہیں۔ لیکن اپنے وعدوں اور یقین دہانیوں کے باوصف حکومت نے آج تک کسی ایک تجویز پر عمل نہیں کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جارحانہ فرقہ پرستی کے ہاتھوں مسلمانوں کی جان ومال اور ان کی عزت وآبرو کا کھیل برابر جاری ہے، اس احساس کی بنا پر تحریک کے التوا کا اعلان مسلمانوں اور خصوصاً ان کے نوجوان طبقہ میں جس کا احساس ہم کو علی گڑھ آکر ہوا، سخت مایوسی اور غم وغصہ کا باعث ہوا۔

اس میں شبہ نہیں کہ جب حکومت نے مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان کر ہی دیا تو اب منطقی طور پر تحریک کو جاری رکھنے کا جواز نہیں ہو سکتا تھا، لیکن جمعیت علمائے ہند کو

اس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ تحریک کا التوا کرکے اس نے اپنے آپ کو ایک عظیم ابتلا اور آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ میرٹھ یا مرادآباد جیسا فساد اب پھر کہیں ہوا اور اس میں حکومت کی سردمہری کا عالم وہی رہا جو اب تک رہا ہے تو جمعیۃ علما کا فرض ہوگا کہ تحریک فوراً شروع کر دے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو مسلمانوں میں جمعیۃ علما کی طرف سے سخت بیزاری اور دل گرفتگی پیدا ہو جائے گی، کیونکہ حکومت کے وعدوں اور طفل تسلی اعلانات کے سہارے ایک طویل زندگی گذارنے کے بعد مسلمانوں کا حال غالب کے اس شعر کا مصداق بن گیا ہے:

ترے وعدہ پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

اطلاع عام

رسالہ برہان کے خریداروں سے یہ گزارش کی جاتی ہے کہ جس وقت آپ بسلسلۂ چندہ برہان چیک یا ڈرافٹ بنا کر بھیجیں تو جس نام سے ہمارے ہاں اکاونٹ ہے وہی نام لکھیں اس میں خاص لفظ 'یا ندوۃ' نہیں آنا چاہیئے۔ اس پر بینک چیک لینے سے اعتراض اور انکار کرتا ہے جس سے دشواری ہوتی ہے۔ ہمارا اکاونٹ صرف 'برہان دہلی' کے نام سے ہے اس میں 'دی' یا مینیجر کا لفظ قطعاً استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ خاص طور پر لائبریرین، کالج و اسکول کو مخاطب کیا جاتا ہے کہ وہ توجہ فرمائیں اور جو رسالہ برہان کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجتے ہیں وہ اپنا پورا پتہ نیچے کے کوپن پر انگریزی میں صاف تحریر فرمائیں۔ یہ درخواست پہلے بھی کئی مرتبہ کی جا چکی ہے۔ اس سلسلہ میں خصوصی توجہ کا متمنی ہوں ——— مینیجر رسالہ برہان دہلی